رسالہ

تنقیح دورہ وفا

مرتبہ

محمد شمس الدین صدیقی منصف وظیفہ یاب حسن خدمت ساکن
کالی کمان

مطبوعہ مطبع اعظم اسٹیم پریس گورنمنٹ ایجوکیشنل پریس

سلسلہ اشاعت ۷ | ۲۰ جمادی الثانی سنہ ۱۳۶۱ھ | تعداد طبع ۳۰۰

بعونہ تعالیٰ

فہرست مضامین رسالہ دورہ و تنقیح دفاتر

بعونہٖ تعالیٰ

دورہ و تنقیح دفاتر

مجھکو یاد ہے اور میرے سامنے کی بات ہے کہ زمانۂ سابق میں جب حکام تنقیح کنندہ کو کسی دفتر کی تنقیح کی ضرورت ہوتی تھی تو چند گھنٹے یا ایک روز پیشتر دفتر متعلقہ کو اطلاع دیکر تشریف لے جاتے اور بذات خود امثلہ اور رجسٹر ملاحظہ فرماتے حکام کی کارگزاری و لیاقت و دیانت کا اندازہ کرتے خارجی طور پر بھی حاکم کار فرما کے حالات دریافت کئے جاتے تنقیح کے وقت حاکم کو کسی اہلکار کی محتاجی نہ ہوتی نہ دعوت قبول کی جاتی نہ ڈنر نہ ایٹ ہوم نہ ٹی پارٹی کی نوبت آتی نہ دورہ کے مصارفِ کثیر کا بار سرکاری خزانہ پر ڈالا جاتا تھا۔ چونکہ ساری کارروائی حاکم تنقیح کنندہ کے ہاتھ کی ہوتی تھی اس لئے حکام و عمال کی نسبت صحیح رائے قائم کرنے کا موقع ملتا تھا اور وہ رائے بڑی موقر ہوتی تھی۔

ف ۸ محرم ۱۲۹۹ھ کو بہ حکم نواب سالار جنگ اعظم مسٹر محمود مشہور بیرسٹر نے کروڑگیری کے دفتر کی تنقیح بہ قلم خود کی مسٹر داراب جی تعلقدار و ناظم عدالت کی تعریف فرمائی۔

اسی طرح ایک سال مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی نے بہ حکم مدارالمہام سرکار عالی دفتر کروڑگیری کی تنقیح کرکے داراب جی صاحب کی لیاقت و دیانت و تجربہ کاری کی ستائش فرمائی جس سے نواب سالار جنگ کو بڑی مسرت ہوئی۔

نواب سالار جنگ کے بعد ربیع الثانی ۱۳۰۲ھ کو مولوی علی رضا خاں رکن مجلس عالیہ عدالت نے عدالت ہائے بلدہ کی تنقیح کی اسی طرح ایک سال مولوی سید شریف الحسن صاحب رکن نے بقلم خود تنقیح فرمائی کبھی کسی اہلکار کو ان کے ہمراہ میں نے نہیں دیکھا۔

ف ۱۳۱۶ف میں مسٹر ڈنلاپ معتمد مال نے بحکم مدارالمہام سرکار عالی عدالت منصفی پربھنی کی تنقیح کی ساری تنقیح ان کی قلم کی تھی موصوف نے پانچ سال کا مرجوعہ و منفصلہ و آمدنی و خرچ عدالت دیکھا اوسط ایام دوران دریافت کیا سالانہ تختوں سے مطابقت کی اپیل کا نتیجہ ملاحظہ فرمایا منصف کے

فیصلے دیکھے گئے وکلاء حاضر اجلاس سے حالات دریافت فرمائے گئے منصف کے متعلق حکام سابق نے جو رائے ظاہر فرمائی تھی اس کا اقتباس لیا گیا اور ارشاد ہوا کہ سرکار کے ملاحظہ میں پیش کیا جائے گا اور خود بہت ہی قیمتی رائے لکھی۔

ف محرم ۱۲۹۰ھ میں اورنگ آباد اور گلبرگہ کے دفاتر کی تنقیح خود نواب سالار جنگ اول نے فرمائی جریدہ کے ۲۴ صفحہ کا روز نامچہ ہے۔

نواب صاحب نے ہر صیغہ و سررشتہ کی تنقیح بذات خاص فرمائی رعایا کی حالت دیکھی ان کے درد دکھ کو سنا عہدہ داروں کی کارگزاری کا اندازہ کیا بہت سے امور کی اصلاح فرمائی ناکارگزاروں کی تنبیہ کی جو عہدہ دار کارگزار و متدین تھے ان کی ستائش و دل افزائی فرمائی۔ بطور خاص اورنگ آباد کا مدرسہ دیکھا لڑکوں سے سوالات کئے قیمتی نصیحتوں سے ان کی ہمت افزائی کی مسلمان لڑکوں کو عمدہ مثالوں اور نظیروں سے انگریزی پڑھنے پر توجہ دلائی۔

نواب صاحب مرحوم کے زمانہ میں عہدہ داران مال کا امتحان ہوا اس وقت سب سے زیادہ نمبر رائے مرلیدھر صاحب نے لئے (جریدہ ۲۸ جمادی الاول ۱۲۹۰ھ)

نواب صاحب کی آخری عمر ۱۲۹۹ھ میں گلبرگہ شریف کی عدالتوں اور محبس کی تفصیلی تنقیح نواب بشیرالدولہ صدرالمہام نے کی جس کو بہت لیاقت سے مولوی مشتاق حسین نے ترتیب دی نواب سالار جنگ نے بملاحظہ اس کے مسرت ظاہر فرمائی اور صدرالمہام صاحب کا شکریہ ادا کیا اور جریدہ میں اشاعت کا حکم دیا۔ ۱۸ ر شہریور ۱۲۹۵ف کو ساڑھے ۱۲ بجے سے ساڑھے پانچ بجے تک نواب میر لائق علی خاں سالار جنگ ثانی مدارالمہام سرکار عالی نے بذات خاص ہائی کورٹ کی تنقیح فرمائی حکام کے کام کو دیکھا ہر صیغہ اور ہر سررشتہ میں پھر کر عملہ کے کام پر نظر ڈالی وکلار کی پیروی کو بھی اچھی طرح جانچا حکام کی فیصلہ نگاری اور قابلیت پر خاص توجہ کی مولوی میر افضل حسین صاحب کی فیصلہ نگاری کی بہت تعریف کی (جریدہ ۱۰ ر ذیقعدہ ۱۳۰۳ھ)

ف صوبہ شرقی کا بھی دورہ کیا اور تنقیح میں بہت محنت اٹھائی ۱۶ صفحہ کی رپورٹ لکھی بعض دفاتر و مقامات کو اصلی حالت میں دیکھا مختلف طبقات کے اشخاص سے مل کر معلومات حاصل کئے (جریدہ جلد چہارم ۱۲۹۵ صفحہ ۱۹۲)

بضمن تنقیح دفاتر عدالت ہائے دیوانی نواب مدارالمہام نے لکھا کہ عدالت دیوانی کا متقضیا ۳ ماہ ر اوّل ا سے

زیادہ ہے اور اوسط ایام دوران کم ہے سب سے زیادہ کام مولوی محمد فرید الدین ناظم عدالت دیوانی سے کیا ہے۔ اس لئے مدار المہام سرکار عالی نے اظہار خوشنودی فرمایا
(جریدہ ۲۹ ہر شوال ۱۳۰۲ھ)

اس بات سے مدار المہام کو نہایت خوشی ہوئی کہ عہدہ داران عدالت تنقیح کی طرف زیادہ متوجہ ہیں سید اقبال علی صاحب ناظم صدر عدالت اورنگ آباد اور مولوی سید شریف الحسن صاحب و مولوی سید مہدی حسن صاحب نے چند عدالتوں کی تنقیح کی اور جو نقص پایا اس کی اصلاح کی (ضمیمہ جریدہ ۲۹ شوال ۱۳۰۲ھ)

مدار المہام کو نہایت افسوس ہوا کہ تعلقدار ضلع اورنگ آباد اپنے قلم سے فیصلے نہیں لکھتے آیندہ اگر کوئی ایسا کرے گا تو عہدہ کے ناقابل سمجھا جاوے گا (جریدہ مہر ۱۲۹۴ف صا۱۴)

بعض ڈاکٹران تندرست اشخاص کو سارٹیفکٹ علالت دیتے ہیں آیندہ اگر ایسا عمل ہوگا تو عبرت انگیز سزا دیجاوے گی (جریدہ ۱۰ شعبان ۱۳۰۲ھ صہ۹۷)

باوصف اردو زبان میں کافی طور پر آسانی اور روانی کے ساتھ گفتگو نہ کرنے اور خوش رویہ نہونے کے بعض لوگوں کو حکام نے سارٹیفکٹ دے دیا ہے آیندہ ایسا عمل ثابت ہوگا تو وہ عہدہ دار اپنی جگہ پر رہنے کے قابل

نہوگا (جریدۂ امرداد ۱۲۹۶ف)

ف حکم دیا گیا ہے کہ دورہ میں زیادہ عملہ نرکھیں اور تنقیح کا کام عملہ سے نہ لیں عہدہ دار تنقیح کنندہ کو عملہ ہمراہی کی کی نگرانی کرنی چاہیئے طریقہ رشوت و نذرانہ موقوف رملازمین و چپراسیوں کو انعام نہ دیا جائے (جریدہ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ) (۵۹ صفر ۱۳۰۲ھ)

مدار المہام سرکار عالی کا حکم

مدار المہام کو امید ہے کہ تمام ملازمین اور عہدہ داران سرکاری دلدہی اور محنت و دیانت سے اپنے فرائض منصبی ادا کرنے میں سرگرم اور مستعد ہوں گے اور اس خیال سے کہ اُن کا کام حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی کی نظر مبارک سے گزرتا ہے بہ نسبت سابق کے زیادہ کوشش اور محنت سے اپنا کام کریں گے (ضمیمہ جریدہ ۲۹ شوال ۱۳۰۲ھ)

خدا جھوٹ نہ بلوائے ایسے بھی تنقیحات کے مواقع دیکھے گئے کہ تنقیح کی تاریخ سے چند دن پہلے عملہ نازل ہوتا اور بطریق مہمان کسی بھی جگہ ٹھہر جاتا ہے تنقیح شروع ہوتی اور مواد

تیار کیا جاتا ہے اس کے بعد حاکم تنقیح کنندہ کی تشریف فرمائی
ہوتی شاندار استقبال کیا جاتا ہے مقامی عہدہ داروں کے
پاس دعوت ہوتی کہیں ڈنر کہیں ایٹ ہوم کہیں ٹی پارٹی
غرض اسی ضمن میں کسبیوں کا گانا اور خوش طبعی ہوتی ۔
دے یا بہمن کا مہینہ ہو تو مرہٹواری میں ہرلے سے بھی تواضع
کی جاتی کھیتوں میں اس کا لطف ملتا ہے تھوڑی دیر کیلئے
حاکم تنقیح کنندہ دفتر میں تشریف لاتے عملہ کے تیار کردہ
مواد پر رائے ظاہر فرما کر واپسی عمل میں آتی ہے اور دعوت
دینے والوں کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے باقی خیریت خیر صلا
ف نواب سالار جنگ اول نے اپنی پوری قوت صرف
کر کے بد دیانت اور رشوت خوار عہدہ داروں اور اہلکاروں
کی خوب خبر لی اور اِن لوگوں سے ملک کو پاک و صاف
کر دیا اس کے بعد متانت و بردباری مرنج و مرنجان کی تعلیم
دی اور عہدہ داروں میں میل جول پیدا کرا کے چھوڑا ۔
نواب صاحب کے بعد نواب صاحب کے خیالات
کی تکمیل سب سے زیادہ اصحاب ذیل نے فرمائی ۔
نواب میر لایق علی خاں سالار جنگ ثانی
مولوی مشتاق حسین نواب انتصار جنگ
مولوی شیخ احمد حسین نواب رفعت یار جنگ

مولوی محمد صدیق نواب عماد جنگ

مولوی میر عبد السلام خاں نواب مقتدر جنگ

مسٹر داراب جی سابق کمشنر کروڑ گیری

ف چونکہ دورہ و تنقیح دفاتر کے حالات مذکور ہیں اس لئے ایک عہدہ دار کا طریقہ عمل بتایا جاتا ہے جس کے دورہ سے عمال و عہدہ دار سب ہی خوش تھے۔

مولوی حافظ احمد رضا خاں صاحب عظیم آبادی جن کو ہماری سرکار سے نواب سکندر نواز جنگ کا خطاب مرحمت ہوا تھا صاحب عالی شان بہادر (رزیڈنٹ صاحب) کی سفارش سے یہاں مجلس عالیہ عدالت کے رکن بنائے گئے تھے معلوم ہوا کہ ریاست بھوپال میں حافظ صاحب مدارالمہام رہ چکے تھے آپ کا تقرر فروری ۱۲۹۷ف میں ہوا اس زمانہ میں صوبہ اورنگ آباد کی عدالت ہائے دیوانی کا جدید انتظام ہوا تھا اس کی کار فرمائی کے لئے تجربہ کار اور لائق حاکم کی ضرورت تھی اس لئے بطور خاص آپ کی تعنیاتی نظامت صوبہ پر کی گئی چار نظماء دیوانی اور ۱۴ منصف آپ کے ماتحت تھے جن سے خاص مقدمات دیوانی کا تعلق تھا چار اول تعلقداران اضلاع بحیثیت مجسٹریٹ ضلع اور چند دوم و سوم تعلقداران جن کو بہ حسب

لیاقت درجہ اول ودوم کے اختیارات حاصل تھے اور ۲ ۳ تحصیلدار جن کو درجہ سوم کے اختیارات حاصل تھے یہ سب کے سب ناظم صوبہ کے ماتحت تھے نواب سکندر نواز جنگ متمول اور بڑے مخیر اور شہ خرچ تھے دوستوں کی مہمانداری اور غرباء سے سلوک کرنے میں ان کو لطف ملتا تھا جب دورہ پر نکلتے تو عمال و چپراسیوں کو زیادہ تعداد میں ساتھ رکھتے تھے وہ سب ان کے مہمان ہوتے تھے ان کا داروغہ سب کا کھانا وقت پر پیش کرتا تھا ان کو علیحدہ انتظام کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی اور بعض وقت نواب صاحب سب کو اپنے ساتھ لے کر کھانا کھاتے تھے جس ضلع و تعلقہ میں آپ کا قیام ہوتا سب مقامی عہدہ داروں کو مدعو فرماتے عمدہ لذیذ اور نفیس اغذیہ سے تواضع کی جاتی اور خوش ذائقہ میوہ سے بھی سب متمتع ہوتے تھے اور تنقیح کا کام بھی چلتا تھا اور خوبی یہ کہ سب کو ساتھ لے کر جماعت سے نماز ادا فرماتے تھے ایک دفعہ انھوں نے سارے نظماء ضلع اور منصفوں کو اپنی کوٹھی واقع اورنگ آباد میں مدعو فرمایا اور ایک لکچر دیا اور قیام تنقیحات وتحریر فیصلہ جات کا طریقہ بتایا اور فرمایا کہ تنقیحات چونکہ صحیح اصول پر مرتب نہیں ہوتیں اس لئے فیصلہ بھی اچھا نہیں ہوتا اس کے بعد ایک مقدمہ کے واقعات. بیان

کئے گئے اور حکم دیا کہ سب حکام اپنے خیال کے مطابق تنقیحات قائم کریں چنانچہ حکم کی تعمیل ہوئی پیچھے بعد دیگرے تنقیحات سنائی گئیں تب آپ نے ان کی تنقیحات کی اصلاح کی اور اپنی مرتبہ تنقیح سنائی اور اس کی وجہ بتائی گئی اطعام کے بعد سب رخصت کئے گئے ان عہدہ داروں میں مولوی محمد محی الدین خاں ناظم عدالت ضلع و مولوی قاضی غلام محی الدین صاحب منصف بھی تھے سکندر نواز جنگ کی خوبیوں میں یہ بات بھی تھی کہ کم مواجب اہلکاروں کو اپنی ذات سے تنخواہ دیتے تھے اور چپراسیوں کو انعامات سے سرفراز کرتے تھے

بعونہٖ تعالیٰ

آج کل ہر تعلیم یافتہ و غیر تعلیم یافتہ آدمی کی زبان پر پوزیشن کا لفظ آتا اور محل و بے محل اس کا استعمال ہوتا ہے خدا نے سارے انسانوں کی حالت یکساں نہیں رکھی کوئی غریب و مفلس ہے تو کوئی مالدار و متمول بقول حضرت سعدی علیہ الرحمہ کے

یکے را بُرون رفت زاندازہ مال
یکے در غم نان و خرچ عیال

پوزیشن کے معنے موقع حالت درجہ رتبہ کے ہوتے ہیں اور بھی اس کے معنی میں وسعت ہو سکتی ہے لیکن بعض جدید الخیال اصحاب جن کو کبر و نخوت کی تعلیم ہوئی ہے اپنے آپ کو سب سے بہتر سمجھتے ہیں اپنے عمل و برتاؤ کو پوزیشن سے تعبیر کرتے ہیں ذیل کے مثالوں سے اس کا حال ظاہر ہوگا

۱۔ ایک صاحب مکہ مسجد میں رمضان کے آخری جمعہ میں

نماز کے لیئے تشریف لائے تھے نماز کے بعد جب لوگ
علیک سلیک مصافحہ و معانقہ میں مصروف ہوئے تو یہ صاحب
بھی ہاتھ میں تلوار لیئے ہوئے خراماں خراماں دو طرف دیکھتے
نکلے ان کے ہم خیال چند اشخاص ان کے پیچھے چل رہے تھے
لوگوں کا سلام متانت و کشادہ پیشانی سے لیتے تھے لیکن خود
سلام میں تقدیم کرنا نہیں چاہتے تھے اس لیئے کہ اپنے کو وہ
اعلیٰ عہدہ داروں میں سمجھتے اور کہتے تھے کہ میرا پوزیشن ایسا
نہیں ہے کہ میں ہر کس و ناکس کو سلام میں تقدیم کروں ایک
سرکاری عہدہ دار نے اس شخص کے حال کو دیکھا خود آگے
بڑھے اور بہت جھک کر ادب سے انھوں نے سلام کیا
حسب عادت اُس نے متانت سے سلام لیا عہدہ دار نے
ہاتھ جوڑ کر دریافت کیا کہ سرکار اب کس عہدہ پر ہیں جواب
دیا کہ میں تحصیلدار ہوں عہدہ دار صاحب نے فرمایا کہ خدا
مبارک کرے لیکن دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ سرکار کی
تنخواہ اب کیا ہے کہا کہ ساٹھ روپیہ سکہ محبوبیہ عہدہ دار نے
فرمایا کہ سرکار عالی کے علاقہ میں تو اس قدر کم تنخواہ کا تحصیلدار
نہیں ہے جواب دیا کہ اسٹیٹ کا تحصیلدار ہوں عہدہ دار نے
کہا کہ آپ کے پوزیشن اور نخوت آمیز طرز سے سمجھا کہ آپ
بڑی تنخواہ پانے والے جلیل القدر عہدہ دار ہیں ساٹھ ستر

روپیہ تنخواہ پانے والے تو میرے ماتحت بہت سے لوگ ہیں اس فقرہ سے نخوت پسند شخص نادم ہوا اور اس کے پوزیشن کو سخت صدمہ پہونچا اور اس کی آنکھیں کھل گئیں مرے دم تک اُس نے پھر پوزیشن کا نام نہیں لیا۔

ف ۲ ایک شخص ستر روپیہ تنخواہ پانے والا کسی ضلع کا سررشتہ دار تھا اپنے آپ کو وہ عہدہ دار سمجھتا تھا اور ہمیشہ ان سے میل جول رکھتا تھا اتفاقاً اُسی ضلع میں کسی جلیل القدر عہدہ دار کا کیمپ قائم ہوا وہ تشریف لائے اور خیمہ میں ٹھیرے اُن کے ملاقاتی اصحاب اور نیز مقامی عہدہ دار اُن سے ملنے گئے اور تعارفی کارڈ بھیجا اجازت ملنے پر خیمہ میں داخل ہوے اور ملے سررشتہ دار بھی جو اپنے کو اعلیٰ پوزیشن کا شخص سمجھتا تھا بلا اطلاع خیمہ میں داخل ہوا اس نے شور مچایا کہ تم کون ہو انھوں نے جواب دیا کہ میں اسی ضلع کا سررشتہ دار ہوں صاحب نے فرمایا ہم تم سے نہیں ملتا تم چلے جاؤ سررشتہ دار خیمہ سے باہر آگئے ان کو بڑا رنج ہوا کہ سب عہدہ داروں کی موجودگی میں ان کے پوزیشن کو سخت صدمہ پہونچا اس کے بعد سے کبھی انھوں نے پوزیشن کا نام نہیں لیا پوزیشن کا خیال ان کو اس وجہ سے ہو گیا تھا کہ باوصف کمی تنخواہ کے صاحب سواری تھے اور لباس بھی قیمتی زیب جسم فرماتے تھے

خوبصورت وحسین بھی تھے۔

ف ۳ ایک ضلع پر ایک بیرسٹر صاحب اول تعلقداری پر مامور ہوکر تشریف لائے ایک عہدہ دار کو بھی انھوں نے ساتھ رکھا تھا تاکہ مقامی عہدہ داروں سے تعارف کرائیں اسٹیشن پر ہر صیغہ کے لوگ موجود تھے مُعرِّف صاحب ہر عہدہ دار کا تعارف کراتے صاحب بہادر ہر ایک عہدہ دار کا شکریہ ادا کرکے مزاج پرسی فرماتے تھے سب کے آخر میں ایک ایں صاحب پیش ہوے معرف صاحب نے کہا کہ یہ اس تعلقہ کے ایں ہیں یہ سنتے ہی صاحب ضلع نے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا کہ یہ ہم سے دوستانہ نہیں مل سکتے ان کا فریضہ ہے کہ یہ ہم کو باقاعدہ سلامی دیں۔

ف ۴ ایک انجنیر صاحب نے فرمایا کہ جس شخص کی ماہانہ آمدنی ایک سو پونڈ یا اس سے زیادہ کی آمدنی ہو بلاشبہ وہ اعلیٰ سوسائٹی میں شریک ہونے کا حق رکھتا ہے اور اس کا پوزیشن اعلیٰ سمجھا جا سکتا ہے۔

ف ۵ ایک صاحب جن کی تنخواہ کم وبیش دو سو روپیہ تھی ایک خانگی کارخانہ کے ملازم تھے ان کی بیوی جس نے مڈل تک پاس نہیں کیا ہر وقت اپنے اعلیٰ پوزیشن کی تعریف و توصیف میں وقت صرف کرتی تھیں۔ یہ سمجھتی تھیں کہ سو پچاس

روپیہ تنخواہ یاب اِن کی سوسائٹی میں شریک ہونے کے قابِل نہیں ہے اور خود بڑی بڑی تنخواہ یاب عہدہ داروں کی بیویوں سے ملنے کی آرزومندو ساعی تھیں بقول شخصے رہتے جھوپڑوں میں خواب دیکھتے محلوں کا جھوٹ بولنا اور شیخت کرنا گویا ان کی فطرت میں داخل تھا۔

ف مسلمانوں کا پوزیشن اس سے بالکل علحدہ ہے وہاں مساوات ہے اور نخوت و غرور کا نام و نشان نہیں۔ امیرو غریب بادشاہ و فقیر میں کوئی امتیاز نہیں۔ سب خدا کے بندے سمجھے جاتے ہیں کسی کو کسی پر تفوق حاصل نہیں سرکار دو عالم (پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم) کو اگر کوئی پکارتا تو ادنیٰ معمولی آدمی کے جواب میں بھی لبیک فرماتے یعنے میں تمھاری خدمت میں حاضر ہوں معمولی گھر کا کام کاج کرنے میں آپ نے دریغ نہیں فرمایا اپنے جوتے کی ترمیم خود کرلیتے تھے ہر مشترکہ کام میں آپ شریک رہتے تھے اپنے غلاموں کو ساتھ لے کر کھانا کھاتے ہماری جان سے زیادہ عزیز ہماری شہزادی خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر کا کام کاج کرنے چکی پیستے اور جھاڑو کے دینے اور پانی بھرنے سے نہیں شرماتی تھیں پکوان کا کام آپ سے متعلق تھا اگر خادمہ ہو تو اس کی شرکت سے کام انجام

دیا جاتا تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنے
زمانہ خلافت میں ہلکا اور کم درجہ کا لباس پہنتے تھے جس کو
کئی پیوند لگے رہتے تھے اور آپ کے ممالک کے حدود
بہت دور تک پھیلے ہوئے تھے ہزارہا جان نثار فوج جنگ
کے لئے تیار موجود تھی جب جنگ کے لئے فوج جاتی تھی تو
وہاں کی روزانہ اطلاع آپ کو ملتی تھی اور آپ کچھ وقفہ سے
روزانہ صبح کو آبادی سے باہر جاکر قاصد کے انتظار میں
ٹھہرتے اور دوپہر کو واپس آتے تھے ایک دفعہ آپ نے
شتر سوار کو دیکھا اور بڑھ کر پوچھا کہاں سے آتے ہو
اس نے کہا کہ قادسیہ سے آرہا ہوں خدا کی طرف سے
مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی آپ نے خدا کا شکر ادا کیا
اور اس کا رکاب پکڑے ہوئے شہر میں داخل ہوئے۔
نوٹ یہ ہے مسلمانوں کا پوزیشن۔

ف اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ اتنے بڑے ملک
کے حکمراں تھے اور اُن کی حکومت بڑی شان و شوکت کی
تھی باوصف اس کے اُن کی گزران قرآن شریف کی
کتابت کی اجرت پر تھی سلطنت کا روپیہ ان کی ذاتی
کاموں میں صرف نہیں ہوتا تھا جماعت کی نماز میں ایک
بادشاہ اور اس کے پہلو بہ پہلو ایک غلام یا ایک غریب

آدمی کھڑا ہو سکتا ہے۔

سرکارِ دو عالم نے فرمایا کہ مجھ سے مت ڈرو میں ایک غریب عورت کا فرزند ہوں۔

نوٹ متکبرین کو اب مسلمانوں کے پوزیشن کا حال معلوم ہوا ہوگا۔

ہمارے ایک عنایت فرما بیرسٹر صاحب فرماتے تھے کہ ولایت کے تعلیم یافتہ لوگوں کے طریقہ عمل اور اخلاق پر لوگ معترض ہوتے اور اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے ایک حد تک لوگوں کا خیال صحیح بھی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ جو لوگ کم صرفہ میں ولایت جاتے ہیں ان کو خراب اور ذلیل سوسائٹی ملتی ہے اس لئے ان کے ساتھ رہنے سہنے میں اخلاق بگڑ جاتے اور آدمی خراب ہو جاتا ہے ظاہر ہے کہ جس کے اخلاق ولایت میں بگڑ گئے ہوں ہندوستان میں آنے کے بعد اصلاح کی کیا امید ہو سکتی ہے۔

البتہ جو لوگ تعلیم میں کثیر روپیہ صرف کرتے ہیں ان کو اعلیٰ سوسائٹی ملتی ہے جس میں سب شریف اور ولایت کے خاندانی اصحاب رہتے ہیں مثال کے طور پر انھوں نے فرمایا کہ حیدرآباد کے ایک جلیل القدر امیر نے جن کی ماہانہ آمدنی ہزارہا روپیہ سے متجاوز تھی اپنے فرزند کو تعلیم کے لئے ولایت کو بھیجا اور ہزارہا روپیہ کا تعلیم میں صرف ہونا گوارا کیا بلاشبہ ان کو اعلیٰ سوسائٹی ملی اور

مہذب لوگوں سے سابقہ رہا اس لئے وہ سنجیدہ اور خوش اخلاق رہے۔ شریفانہ خوبو اُن میں پائی جاتی تھی جب وہ حیدرآباد آئے تو یہاں ان کی ضیافتوں اور دعوتوں کا سلسلہ جاری رہا ایک دعوت میں انھوں نے داعی صاحب سے دریافت کیا کہ کیا ہمارے چچا کو آپ نے کھانا کھلایا انھوں نے حیرت سے پوچھا کہ آپ کے کون چچا ہیں جواب دیا کہ میرے والد کے خانساماں جو میرے ساتھ آئے ہیں ہم ان کو چچا کہتے ہیں۔

بیرسٹر صاحب فرماتے تھے کہ اعلیٰ سوسائٹی کا سبب ہے کہ اُنھوں نے والد کے خانساماں کو چچا کہدیا اور ان کا لحاظ رکھا جو لوگ کم صرفہ میں جاتے اور چاء خانوں میں گزارتے اور تانگوں و جھٹکوں کے ہانکنے والوں کی صحبت میں رہتے ہوں وہ اپنے باپ کو باپ کہتے سے شرماتے ہیں۔

خدا جھوٹ نہ بلوائے ایک دیسی آدمی جو ولایت جاکر آیا ہے اس نے اپنے ہم خیال اصحاب کو ایٹ ہوم میں مدعو کیا اور والد سے کہہ دیا کہ خدا کے لئے آپ تشریف لانے کی تکلیف گوارا نہ کیجئے۔

ہیں ازل سے ساتھ کبر و حلم دونوں جلوہ گر
بن گیا ابلیس کوئی کوئی آدم ہوگیا

شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے خوب فرمایا ہے۔

باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شور بوم خس

بارش کے پانی کی عمدگی میں کوئی کلام نہیں ہے لیکن باغوں میں پھولوں اور میوے کے درخت ہوتے ہیں اور زمین شور میں گھانس پھوس۔

جس زمانہ میں باغ عام میں بڑے پیمانہ پر نمائش کھلی ہوئی تھی اس کے صدر دروازہ پر ایک اعلان آویزاں تھا جس میں سگار سگریٹ چپٹوں کے پیتے ہوئے اُس میں داخل ہونے کی ممانعت تھی ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک دیسی عہدہ دار جس کی تنخواہ نوسو روپیہ تھی اور غیر انگریزی دان تھے چپٹہ پیتے ہوئے داخل ہو رہے تھے جوان پولیس نے عہدہ دار صاحب کو نوٹس بتائی اور باادب اندر جانے سے روکا۔

جوان کی اِس حرکت سے عہدہ دار صاحب رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کیا تم مجھے نہیں جانتے کہ میں کون ہوں غرض حاضرین نے عہدہ دار صاحب کو سمجھا کر نمایش کے محصور مقام میں لے لیا ورنہ جوان کے مضروب ہونے کا اندیشہ تھا۔

اتفاقاً اس کے تھوڑی دیر بعد ایک دیسی بیرسٹر آئے جس کی تنخواہ دو ہزار روپیہ تھی وہ بھی چپٹہ پیتے ہوئے داخل ہونا چاہتے تھے جوان نے انھیں بھی نوٹس بتائی اُنھوں نے نوٹس

دیکھ کر چٹہ پھینک دیا اور جوان کا شکریہ ادا کیا۔

ببیں تفاوتِ رہ از کجا است تا بہ کجا

بقول ہمارے ایک بیرسٹر دوست کے ان کو ولایت میں اچھی سوسائٹی ملی ہوگی اور شرفاءِ لندن سے سابقہ پڑا ہوگا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ملکہ معظمہ موٹر میں سوار ہو کر کسی ممنوعہ راستہ سے گزرنا چاہتی تھیں پولیس کے جوان نے روکا شوفر نے کہا جانتے نہیں ہو کہ اس میں کون سوار ہیں جوان نے جواب دیا میں خوب جانتا ہوں ہماری ملکہ ہیں لیکن میں ملکِ معظم کی حکم سے روکتا ہوں یہ سن کر شوفر نے موٹر واپس لے گیا اس کے صبح میں افسر پولیس کے ساتھ جوان بھی ملکہ معظمہ کی پیشی میں طلب ہوا اس کے حاضر ہونے پر ملکہ معظمہ نے حُسن خدمت کے صلہ میں ایک قیمتی گھڑی مرحمت فرمائی۔

نوٹ یہ ہیں اصول معدلت۔

۸ ایک بیرسٹر صاحب تازہ وارد تھے صیغہ عدالت میں ان کا تقرر ہوا لیکن غیر موزوں پا کر عدالت والوں نے سررشتہ مال میں منتقل کیا اس عذر سے کہ پدری حقوق کے لحاظ سے ان کا استحقاق سررشتہ مال میں ہے سررشتہ مال میں چندے یہ مامور رہے مگر ان لوگوں کا ناک میں دم کر دیا آخر سررشتہ مال سے عدالت میں واپس کر دیے گئے اس عذر سے کہ ابتدائی تقرر عدالت

میں ہوا تھا بیرسٹر صاحب ہمیشہ اپنی لیاقت کا اظہار فرماتے اور
کہتے تھے کہ ان کی تعلیم میں اسنی ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے ظاہر ہے
کہ جس کی تعلیم میں زیادہ روپیہ خرچ ہوگا وہ اسی قدر زیادہ لایق
بنے گا میں کسی دس پانچ روپیہ ماہوار والے استاد کا شاگرد نہیں ہوں
بڑی بڑی تنخواہ یاب پروفیسروں کا شاگرد ہوں ان کی پیشی میں
ایک اہلکار لائق اور ظریف تھا کسی جگہ سے تار آیا اہلکار نے
بہ ادب پیش کر دیا۔

صاحب نے غصہ سے پھینک مارا اور کہا ہم نہیں دیکھتا
تم پڑھ کر سناؤ اہلکار نے جواب دیا مجھ کو انگریزی نہیں آتی صاحب نے
فرمایا اسی وجہ سے انگریزوں کے نظروں میں ذلیل ہو اہلکار نے
جواب دیا جو لوگ ہمارے ملک میں ہم پر حکومت کرنے آتے ہیں
ان کا کام ہے کہ پہلے وہ ہمارے ملک کی زبان سیکھیں ورنہ ہم بھی
ان کو خراب نظروں سے دیکھیں گے۔

انہی بیرسٹر صاحب کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ انھوں نے
قادر علی خاں اہلکار کو حکم دیا کہ ایک مہینے کے تختہ جات رخصت
مرتب کر کے پیش کئے جائیں ہم کو کہیں جانا ہے قادر علی خاں نے
عرض کیا کہ تختہ جات ابھی مرتب کر کے ملاحظہ میں پیش کرتا ہوں
لیکن تختہ جات میں ایک خانہ ایسا ہے جس کے رو سے بتانا پڑتا
ہے کہ رخصت خواہ ملک ہی میں رہے گا یا بیرون ملک جائے گا۔

بیرسٹر صاحب نے کہا کہ ہم سے کیوں پوچھتا ہے ہم جہنم میں جانا چاہتا ہے قادر علی خاں نے کہا بہت خوب غرض تختہ جات مرتب اور پیش ہوئے حکم ہوا کہ پڑھ کر سناؤ اس نے سنایا بیرسٹر صاحب بھڑک گئے اور انگریزی میں گالی دی قادر علی خاں نے بہ ادب عرض کیا کہ اتنے بڑے خطاب کے لئے بڑی تنخواہ اور بڑی ڈگری کی ضرورت ہے فدوی کو ایسا خطاب مل نہیں سکتا فدوی تختہ جات میں اپنی طرف سے کوئی لفظ اضافہ نہیں کیا سرکار کے فرمائے ہوئے الفاظ کا اندراج کیا گیا فدوی کو خبر نہیں ہے کہ جہنم کیا چیز ہے فدوی سمجھا کہ صاحب لوک اکثر موسم گرما میں سرد مقام پر جاتے ہیں جہنم بھی کوئی سرد مقام ہوگا جہاں سرکار تشریف لے جانا چاہتے ہیں۔

لطیفہ ہمارے ملک کے طبقہ اُمرا میں شیر افگنی کے فن میں جو مشق اور مہارت تامہ نواب معین الدولہ بہادر کو حاصل ہے کسی اور کو حاصل نہیں ہے اس موقع پر ایک واقعہ یاد آیا کہ ایک نواب صاحب نے چند نشانوں کو خطا کرکے دو چار خرگوش کا شکار کیا اور غایت مسرت سے فرمایا کہ ہم تو بغیر شکار لئے گھر نہیں جاتے نواب صاحب کے ایک بے تکلف دوست نے کہا کہ نواب معین الدولہ بہادر کو مردم خوار شیر مارنے سے جو مسرت حاصل

ہوتو ہوگی اس سے زیادہ خرگوشوں کے مارنے سے آپ کو لطف ملا ہے

بعنوان تحاریر

ازالہ غلط فہمی

سنت جماعتوں کی نسبت بعض فرقہ کے حضرات یہ خیال فرماتے ہیں کہ جس طرح اہل بیت کرام کے ساتھ اُن صاحبوں کو محبت و عقیدت ہے سنت جماعتوں کو نہیں ہے حالانکہ اہل سنت والجماعت کو اہل بیت کرام سے اُسی قدر محبت و عقیدت ہے جس قدر ان صاحبوں کو ہونا بیان کیا جاتا ہے۔

سنت جماعتوں کے پاس جس قدر نیازات و فواتح اہلبیت نبوی کے ہوا کرتے ہیں کسی اور بزرگ کے نہیں ہوتے محرم کے مہینے میں سنت جماعتوں کے پاس جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر شہداء کربلا کے بکثرت فواتح ہوتے اور آپ کی یاد تازہ کرنے کے لئے مجالس برپا ہوتیں اور آپ کے فضائل و کارنامے

بیان کئے جاتے ہیں رجب میں خاص اہتمام سے جناب امام
جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہر جگہ کونڈے کئے جاتے اور
ایصال ثواب کا عمل ہوتا ہے رمضان شریف کی تیسری تاریخ
حضرت خاتون جنت کی نیاز ہوتی اور غرباء کو کھانا کھلایا جاتا ہے
بیسویں رمضان کو تقریباً ہر گھر میں جناب علی شیر خدا کرم اللہ
وجہ کے کونڈے کئے جاتے اور دوستوں کی ضیافت ہوتی ہے۔
جب شادی کا تعین ہوتا ہے تو سب سے پہلے بیوی کی نیاز
سے اس کا آغاز ہوتا ہے اور نہایت خلوص اور خاص آداب سے
یہ کام کیا جاتا ہے شریف خواتین اور نیک عمل بیگمات مدعو
ہوتی ہیں مردوں یا ادنیٰ درجہ کی عورات کا اس سے کوئی تعلق
نہیں رہتا۔

مردوں کے لئے علی و نبی کے نام سے جو فاتحہ ہوتی ہے اس میں
مرد مدعو ہوتے ہیں عین عقد نکاح کے وقت قاضی صاحب خطبہ میں
منجملہ اور دعاؤں کے یہ بھی دعا دیتے ہیں اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بینھما
کما الفت بین علی و فاطمہ علیھما السلام جب بچے
پیدا ہوتے ہیں تو فاطمہ خدیجہ زینب غلام حسین غلام علی محمد باقر
زین العابدین نام رکھا جاتا ہے۔ اور اہل بیت کرام کی محبت کو
جزو ایمان سمجھتے باوصف اس اتحاد و عقیدت کے اگر اہل سنت
والجماعت کو بعض فرقہ کے حضرات اغیار میں شمار کریں تو امر نگیرہ ہے

اہل سنت والجماعت تو وَاصْبِرْ عَلٰی مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا پر عامل ہیں۔

راشد الخیری صاحب نے

رسالہ الزہرا میں لکھا ہے کہ جس وقت امیر معاویہ نے مدینہ منورہ میں ایک عام جلسہ کیا اور امام حسین سے بیعت کی درخواست کی تو گو بی بی فاطمہ زندہ نہ تھیں مگر حضرت عائشہ صدیقہ یہ سن کر برافروختہ ہوگئیں امام حسین کے انکار بیعت پر امیر معاویہ کے ایک دستہ فوج نے تلواریں نکال لی تھیں ام المومنین نے جب یہ سنا تو غصہ میں تھرتھر کانپنے لگیں اور اُسی وقت مسجد نبوی میں آکر امیر معاویہ کو بلایا اور کہا سنا ہے کہ تو نبی برگزیدہ کے نواسے حسین کے ساتھ گستاخی سے پیش آیا ہے تجھے معلوم نہیں کہ گو اس کی ماں موجود نہیں مگر میں زندہ ہوں اور دم بھر میں تیرا تمام زور ڈھا دوں گی۔

ف الفاروق میں لکھا ہے کہ حضرت عمر بڑی بڑی مہمات میں حضرت علی کے مشورے کے بغیر کام نہیں کرتے تھے بیت المقدس گئے تو کاروبار خلافت ان ہی کے ہاتھ میں دیکر گئے

حضرت علی بھی نہایت دوستانہ اور مخلصانہ مشورہ دیتے تھے اتحاد اور یگانگت کا اخیر مرتبہ یہ تھا کہ حضرت علی نے حضرت اُم کلثوم کو جو فاطمہ زہرہ کے بطن سے تھیں اُن کے عقد میں دے دیا۔

بعنوان تماثہ

دیسی کلب

قمرالدین و افتخار الدین کا مناظرہ

افتخار الدین (قمرالدین سے مخاطب ہو کر) اجی جناب آپ کلب میں کیوں تشریف نہیں لاتے۔

قمرالدین۔ ہماری عدالت میں کام کثرت سے ہے شام تک کچہری ہوا کرتی ہے شام کے بعد ہم تھکے ماندے رہتے ہیں اس وجہ سے کلب میں آنے کا موقع نہیں ملتا ہے۔

افتخار الدین۔ آپ اس بات کا انتظام فرما سکتے ہیں کہ پانچ بجے کچہری برخاست ہوا کرے کیونکہ سرکاری مقررہ وقت بھی یہی ہے۔

قمرالدین۔ ممکن ہے کہ میں بعض مقدمات کے پیشیات تبدیل کرکے پانچ بجے کچہری سے اٹھا کروں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ دور دور سے اہل مقدمات گواہوں کو لئے ہوئے آتے ہیں ہم اپنی آسایش دیکھیں تو اون بیچاروں کو بیحد تکلیف ہوتی ہے اس واسطے

میرا دل گوارا نہیں کرتا کہ میں بلا وجہ پیشیات تبدیل کردوں سرکار کے مقررہ اوقات سے زیادہ کام کرنا ممنوع نہیں ہے قطع نظر اس کے وجوہ التوا پر مقدمات کے ماہانہ ریمارک محکمۂ بالا سے ہوا کرتا ہے اُس کا بھی ہم کو خیال ہے۔

افتخار الدین۔ آپ محنت شاقہ سے کام کرکے یہ امید رکھتے ہوں گے کہ آپ کی ترقی ہو گی اور آپ کی کوئی قدر کرے گا قصور معاف یہ خیال صحیح نہیں ہے غیر معمولی محنت سے کام کرنا قبل از وقت مرنے کی کوشش کرنا ہے۔

قمرالدین۔ ہم جو محنت و دیانت سے کام کرتے ہیں اوس کا منشاء ہرگز یہ نہیں ہے کہ سرکار ہماری قدر کرے اور دوسرے مستحقین کے حقوق سے چشم پوشی کرکے ہم کو ترقی دے بلکہ دو باتیں ہمارے ملحوظ خاطر ہیں۔

ایک یہ کہ سرکار جب ہم کو معقول تنخواہ دیتی ہے تو ہم بھی اپنا مفوضہ کام محنت اور دلچسپی سے ادا کریں اور ہمارے تقرر سے سرکار کا جو منشا ہے وہ پورا ہو۔

دوسرا یہ ہے کہ حتی الامکان اس بات کی کوشش کریں کہ بارگاہ الٰہی میں ہم سے مواخذہ نہ ہو کیونکہ تصفیہ حقوق بچوں کا کھیل نہیں ہے۔

افتخار الدین۔ جناب وہ زمانہ اب نہیں رہا ایسے خیالات

ہوں تو گوشہ نشینی اختیار کیجئے۔

قمرالدین۔ زمانہ بہت اچھا ہے جب ہم ضعیف ہوں گے یا ہمارے اعضا کام نہ دیں گے تو گوشہ نشینی اختیار کرکے سرکاری عطیہ پر قانع ہوں گے لیکن اب تو خدا کی عنایت سے اُس کا محل نہیں ہے۔ میرے خیال میں انصافانہ اور محنت سے کام کرنا درحقیقت گوشہ نشینی اور نوافل عبادت کے ادا کرنے سے اچھا ہے۔

افتخارالدین۔ انگریزوں کے کیا عمدہ اصول ہیں کہ چار بجنے کے بعد وہ ہرگز کام نہیں کرتے اور بالالتزام کلب میں آکر ٹینس فٹ بال اور بلیارڈ و شطرنج و گنجفہ سے لطف اُٹھاتے ہیں چھ گھنٹے اگر وہ کام کرتے ہیں تو بارہ ۱۲ گھنٹے آرام بھی پاتے ہیں ہمارے ہاں کے لوگ شام تک کچہری کرکے اپنے دل و دماغ کو قبل از وقت خراب و ناکارہ کر دیتے ہیں۔

قمرالدین۔ انگریزوں کے اصول سے کیوں بحث فرماتے ہیں حقیقت میں اُن کے عمدہ اصول ہیں اور ہر قوم کے اصول جداگانہ ہوا کرتے ہیں ہم کو انگریزوں کی تقلید ہرگز زیبا نہیں ہے ہماری قوم کی اچھی باتیں انھوں نے چھین لیں اور اُن کی بری باتیں ہم نے اختیار کرلیں وہ اوقات کے پابند اور وعدوں کے سچے اور قوم کے بہی خواہ ہوتے ہیں ہمارے لوگ اوقات کے

پابند نہیں وعدوں کے سچے نہیں قوم کے خیرخواہ نہیں ہیں بہت
سے اضلاع و تعلقات کا رنگ دیکھ چکا ہوں مجھے خود ذاتی تجربہ
ہے بہت کم عہدہ دار اوقات کے پابند ہیں کچہری کے ٹھیک
وقت پر جانا شان عہدہ داری کے خلاف سمجھتے ہیں بعض عہدہ دار
جو اوقات کے پابند نہیں ہیں بعض وقت کچہری میں اول وقت
آتے اور اہل مقدمات کو غیر حاضر پا کر سب مقدمات خارج کر کے
اس شان سے واپس ہوتے ہیں کہ گویا جج صاحب نے آج بہت
محنت کی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ جج صاحب امثلہ کو کچہری سے
بنگلہ پر منگوا لیا کرتے ہیں اور کچہری تک تکلیف کرنے کی ضرورت
نہیں سمجھتے کیا جناب انگریز بھی ایسے ہی ہوا کرتے ہیں وہاں کی
حالت یہ ہے کہ اِدھر گیارہ بجے اُدھر جج صاحب کی گاڑی آئی
انگریز لوگ وعدوں کے سچے ہوتے ہیں ہمارے لوگ وعدے
تو بہت کرتے ہیں لیکن کبھی اُس کا ایفا نہیں کرتے ہیں اسی وجہ
سے بعض ہمارے عہدہ داروں کے مواعید کی وقعت پبلک کے
نظروں سے جاتی رہی وہ اپنے ملک اور قوم کے سچے خیرخواہ
ہوتے ہیں یہاں معاملہ برعکس ہے کلب میں جمع تو سب ہوتے
ہیں لیکن بڑے عہدہ دار چھوٹوں کو نظر حقارت سے دیکھا
کرتے ہیں اور چھوٹے عہدہ دار بڑے عہدہ داروں کو حسد اور
حسرت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ انگریزی کلب میں جملہ ممبروں کو

یکساں آزادی حاصل رہتی ہے وہاں افسری و ماتحتی کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ یہاں کے اصول یہ ہیں کہ اگر سب سے بڑا عہدہ دار کلب میں آجائے تو دوسرے ممبروں کا فرض ہے کہ اس کی عزت کریں اور ادب ملحوظ رکھ کر سب سے عمدہ اور خوشنما کرسی اس کے لیئے خالی کر دیں اور سب ہاتھ باندھ کر اُس کے روبرو حاضر رہیں اگر کسی امر میں وہ تحریک کرے تو سب پر اُس کی تعمیل لازم ہے آزادی سے تردید کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے یہ ہیں آپ کے کلب کے اصول اور یہ ہیں قواعد۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اگر سب سے بڑا عہدہ دار کلب میں نہ آوے تو رجسٹر حاضری ممبران صفر زدہ رہتا ہے گویا سب سے بڑے عہدہ دار کی ذات سے کلب کا قیام ہے۔ عموماً کلب ایسے مقام پر تجویز کیا جاتا ہے جہاں سب ممبر آسانی سے آسکیں یہاں ایسے مقام پر کلب تجویز کیا جاتا ہے جہاں سب سے بڑے عہدہ دار کا بنگلہ قریب تر ہو۔

افتخار الدین۔ آپ کا خیال نیک نیتی پر مبنی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کی توہین منظور ہے۔

قمر الدین۔ خدانخواستہ میں کیوں ایسا خیال کرنے لگا میں خود مسلمان ہوں اپنی تذلیل کیوں کروں گا مجھ کو رونا اس بات پر آتا ہے کہ انگریز اتوار کی بہت عظمت کرتے ہیں ہمارے لوگ جمعہ کی

عزت نہیں کرتے بلکہ جمعہ کا دن کھیل کود اور جلسہ کے لیئے مقرر کرتے ہیں کلب میں بہت سے مسلمان جمع ہوتے لیکن جب نماز کا وقت آتا ہے تو نمازیں فی صدی دس آدمی بھی شریک نہیں ہوتے جمعہ کے دن مسجد میں ایک ممبر بھی نظر نہیں آتا اگر آپ کو اتفاق قومی ہمدردی کا سبق پڑھنا ہو تو بوقت عصر مسجد میں تشریف لائے اور سب کو جمع کیجیئے عصر۔ مغرب۔ عشا۔ تین نمازیں جماعت کثیر سے ادا ہوں گے نماز کے بعد مصافحہ و معانقہ سے سب کے قلوب صاف ہوجاویں گے اتفاق پیدا ہوگا مسجد کے بازو ایک خانقاہ بنادیں گے وہاں اخبار اور کتب بینی اور علمی مشغلے ہوں گے ورزش کا سامان بھی مہیا کیا جائے گا۔

افتخار الدین۔ بھائی قصور معاف آپ کے پیرانہ خیالات سے بندہ متفق نہیں ہوسکتا۔

قمر الدین۔ ہاں کیوں نہ ہو میں ایک قدیم وضع کا آدمی ہوں اور آپ نئے تعلیم یافتہ اور شایستہ خیال کے شخص ہیں۔ بیشک آپ کا ہمارا اتفاق محال ہے خدا حافظ

هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ۔

ہاں ایک اور امر قابل اظہار ہے کہ کبھی کسی انگریز کو آپ نے ہندوستانی لباس میں نہ دیکھا ہوگا لیکن اکثر مسلمان انگریزی لباس میں

دیکھے جاتے ہیں انگریزی کلب میں ہر مہینے کی پہلی یا دوسری تاریخ
کلب کا چندہ جمع ہو جاتا ہے دیسی کلب میں کبھی چندہ بغیر شدید
تقاضے کے جمع نہیں ہوتا اور واجب الوصول چندہ کثیر مقدار میں
نظر آتا ہے مولوی نظام الدین حسن خاں صاحب سابق رکن عدالت
عالیہ کی راستبازی میں کسی کو کلام نہیں ہر بد معاملہ شخص اُن کے
سامنے نادم و شرمندہ ہوتا تھا ایک دفعہ نظام کلب کے وہ معتمد
مقرر ہوئے بہت سے لوگوں کو انھوں نے غیرت دلائی اور
انگریزی کلبوں کی نظیر پیش کر کے چندہ واجب الادا وصول کر لیا
اسی سلسلہ میں انھوں نے ایک ایسے ممبر کے نام بھی نوٹس
اجرا کرنے کا حکم دیا جو بہت مالدار اور ممتاز حیثیت رکھتا تھا
مولوی میر افضل حسین صاحب سابق میر مجلس نے ان کو روکا اور
کہا کہ ان کی شرکت سے ہمارے کلب کی عزت ہے. برٹش
انڈیا کے اصول کو ترک کر دیجیے ان کے معتمد صاحب کے نام
یادداشت لکھی جائے تو فوراً کلب کا روپیہ وصول ہو جائے گا
اور بالآخر ایسا ہی ہوا۔ ہمارے ملک کے اضلاع و تعلقات کے
کلب میں کوئی کام کی بات نظر نہیں آتی سوائے کھیل کود یا غیبت
و مذاق و دل لگی کے جو تہذیب سے گری ہوئی ہوتی ہے جس کا
نتیجہ عداوت و نفرت ہے آج کل کلب میں نیا مرض پیدا ہوا ہے
برج کا کھیل بہت ترقی کر گیا ہے جس میں ممبران کلب مبہوت و مستغرق

ہو کر دنیا و ما فیہا سے کچھ عرصہ تک بے خبر ہو جاتے ہیں۔

حیدر آباد میں سب سے پہلے نظام کلب قائم ہوا تھا جس کے بانی مولوی شیخ احمد حسین صاحب نواب رفعت یار جنگ مرحوم تھے اس کلب کے سب ممبر اعلیٰ تعلیم یافتہ اور خاندانی و متمول اصحاب تھے اس لئے تہذیب و متانت و صداقت کا بڑا لحاظ رکھا جاتا تھا اُس زمانہ میں بیرونی اصحاب کی آمد شروع ہو گئی تھی وہ لوگ جب کلب میں آتے اور یہاں کے انتظامات دیکھتے اور ممبروں سے ملتے تو بہت خوش ہوتے ممبروں کے علمی کارناموں اور متانت و خوش اخلاقی کے ہر طرف چرچے ہوتے اور پھر اخباروں میں اس کے حالات دیکھے جاتے تھے غرض یہ خوبیاں اب کسی کلب میں دیکھی نہیں جاتیں۔

۱۳۱۸ف کے قبل کا واقعہ ہے کہ ضلع پربھنی میں بھی ایک کلب قائم تھا جہاں عصر و مغرب کی نماز جماعت سے ہوتی تھی اور رمضان شریف میں باری باری سے ایک ایک ممبر کی طرف سے افطار کا سامان آتا اور سب ہنسی خوشی سے افطار کرتے اور بعد نماز مغرب گھر واپس جاتے تھے ۱۳۲۳ھ میں میں نے ایک رسالہ دیہی کلب کے نام سے شائع کیا تھا جس کو ۲۷ سال سے زیادہ زمانہ گزرا لوگوں نے بہت پسند کیا تھا اس لئے اب باضافہ مضمون وہ رسالہ مکرر شائع کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اظہار رائے نسبت رسالہ جات

مصنفہ محمد شمس الدین

ف۔ ملک کی علمی اور ادبی خدمت آپ نے عمر بھر کی ہے۔

الحمد للہ یہ سلسلہ اشاعت نمبرہ ۵۴ ہے۔

خدائے تعالیٰ آپ کو عرصہ دراز تک صحت و عافیت کے ساتھ ایسے مفید ملک کے خدمات کے لئے زندہ رکھے اور آپ کی اولاد کو اس کا ثمرہ ملے۔

آپ کا وجود ملک کے لئے مغتنمات سے ہے جن عہدہ داروں کے نام بضمن خدا ترسی آپ نے لکھا ہے اُس باب کے ناصیہ پر جو نام لکھا جا سکتا ہے وہ آپ کا اسم گرامی ہو سکتا ہے خدائے تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ ۳ ہر اردی بہشت ۱۳۴۹ ف

مخلص

غوث یار جنگ

صوبہ دار گلبرگہ

جناب مولوی محمد شمس الدین صاحب منصف وظیفہ یاب

حسن خدمت کی تازہ تصنیف "عہدہ داروں کا عمل" وصول ہوئی
موصوف کے رسالوں میں عہد ماضی کی تصویر پیش نظر ہو جاتی ہے
میں بڑی دلچسپی سے دیکھتی ہوں پُرانا زمانہ کتنا پُرسکون پُرانے
دل کتنے مطمئن اور پُرانے لوگ کتنے سیدھے سادھے ہوتے تھے
جی چاہتا ہے کہ کاش ہم بھی اسی زمانہ میں ہوتے آج کل دنیا تو
تصنع اور افکارات سے بھری ہوئی ہے نئے زمانہ کے لوگ
ہر چیز کو عقل کی میزان میں تولتے ہیں سادگی کے حسن سے کوسوں
دور ہیں اسی لئے زمانہ سے رونق جاتی رہی۔

آہ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے

آج کل کے نوجوان اس روشنی کی مدد سے اپنا دل و دماغ
روشن کر سکتے ہیں۔

تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

خلفائے راشدین کے متعلق جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ بھی عنایت ہوں تو
بعد مطالعہ واپس کردوں گی ۱۲ ار اردی بہشت ۱۳۴۹ ف

رفیع النساء بیگم

الطاف نامہ مع دو رسالہ تصنیف سامی پہنچا ممنون یاد فرمائی ہوں آپ کی یاد فرمائی سے دل ہمیشہ ممنون کرم ہوتا ہے دونوں رسالے دیکھے حسب سابق مفید معلومات صاف اور دل نشین پیرایہ میں قلمبند ہوئے ہیں امید ہے کہ نفع عام کا باعث ہوگا۔
الحمد للہ بخیریت ہوں آپ کی عافیت وصحت کا آرزومند

۱۴ صفر ۱۳۵۹ھ

جبیب الرحمٰن خاں صدر یار جنگ

مخدوم ومحترم زاد عنایتہٗ

السلام علیکم۔ رسالۂ جذبات وفاداری جو خصوصیات ظاہری وباطنی کا حامل ہے ملا۔ جس کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے یوں تو آپ کے تمام رسائل اچھے کاغذ پر خوشنما خط کے ساتھ طبع ہوا کرتے ہیں مگر اس رسالہ کا خط خوشنما ہونے کے علاوہ ٹائٹیل پیج نہایت ہی خوبصورت طبع ہوا ہے جس کی شان آیہ شریف اور حدیث شریف سے دوبالا ہوگئی ہے نفس مضمون کے متعلق میں کہونگا اس کی ضرورت اس زمانہ میں شدید ترین تھی تاکہ اُن لوگوں کو جو سلطنت کے خلاف مجاہرہ کر رہے ہیں باعث عبرت ہو اور اسی ضرورت کو پیش نظر رکھ کر آپ نے اس کی تالیف فرمائی ہے اس رسالہ میں بہت سے ایسے معلومات بھی فراہم کئے گئے ہیں جو ظاہری نظر میں بہت معمولی

معلوم ہوتے ہیں مگر در اصل وہ بہت اہمیت رکھنے والے ہیں
مثلاً طلباء دارالعلوم کی فہرست مع اس تفصیل کے ابتدائً وہ کس
خدمت پر مامور ہوئے اور آخر کس خدمت تک پہونچے ۔ مجھے
اس قسم کی معلومات خصوصًا حیدرآباد کے امراء و شرفاء کے
متعلق بہت دلچسپ معلوم ہوتے ہیں اور میں بڑے غور کے
ساتھ ان کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں مولوی محمد اکرم اللہ خاں صاحب
کے حالات آپ کے رسالہ میں پڑھ کر حیرت ہوئی کہ وہ بڑی خوبیوں
کے شخص تھے ۔ مجھے ۱۳۲۲ف میں عیدگاہ ناندیڑ کے مقدمہ کے
سلسلہ میں نواب صاحب کے پاس حاضر ہونے کا موقع ملا تھا
اُس وقت اُنھوں نے اضلاع کے رہنے والے اشخاص کے متعلق
کچھ اچھی رائے قائم نہیں کی اس لئے میں ان کو معمولی خیال کا شخص
سمجھتا تھا مگر آپ کے رسالے میں ان کا حال پڑھ کر معلوم ہوا کہ
وہ بڑے زبردست اور نواب سر سالار جنگ کے تربیت یافتہ
تھے ۔ غیر مسلم عہدہ داروں کی وفاداری میں کسی قدر تفصیل کی ضرورت
تھی ۔ آپ کے فرزند مولوی بدر الدین صاحب کہاں ہیں مطلع
فرمائے بڑے نیک نفس اور ہونہار ہیں ۲۰ ذیحجہ ۱۳۵۰ھ

نیازمند
محمد عبد اللہ
وکیل ناندیڑ

از
ناندیڑ

مولوی محمد شمس الدین صاحب وظیفہ یاب منصفت

ان مختص اور قابل قدر افراد سے ہیں جنھوں نے وظیفہ حسن خدمت
حاصل کرنے کے بعد بھی اپنے علمی مشاغل نہ صرف جاری رکھے بلکہ
قومی خدمت اور اصلاح خیالات ہمیشہ ان کا مطمح نظر رہا اس مقصد
کی تکمیل میں انھوں نے نہ صرف اپنا قیمتی وقت اور محنت پبلک
کے لئے وقف کی بلکہ اپنی ذاتی کثیر صرفہ سے مفت اپنے رسالے
تقسیم کرکے اپنی سچی ہمدردی کا ثبوت دیا میرے خیال میں اس وقت
تک تخمیناً ۴۰ - ۴۵ رسالے شائع اور کثیر تعداد میں تقسیم ہو چکے
ہیں جن کے مطالعہ کی مجھے بھی عزت حاصل ہے - یہ رسالے مختلف
عنوان اور مضامین پر مشتمل ہیں ان تمام اشاعتوں کا واحد مقصد
قوم اور ملک اور مالک کی خدمت اور وفا شعاری ہے ہر رسالہ
اپنے اعلیٰ مضامین کے اعتبار سے قابل قدر اور اپنی خاص طرز
تحریر کے لحاظ سے مقبول خاص و عام رہا ہے۔ نصیحت ہمیشہ تلخ
ہوا کرتی ہے مگر مولوی صاحب ممدوح نے جو پیرایہ اپنی تحریر کا
اختیار فرمایا ہے وہ ایسا دلچسپ ہے کہ کتاب کا مطالعہ شروع
کرنے کے بعد اس کو ختم کرنے تک چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا کتاب
کی طباعت اور ٹائیٹل دیدہ زیب اور مضامین دلچسپ اور پسندیدۂ
عام ہیں۔ مزید براں جو بات خاص طور پر قابل تعریف ہے وہ

یہ ہے کہ جس طرح پرانے خیال کے لوگ دلچسپی سے آپ کے کتابوں کو پڑھتے ہیں۔ اسی طرح نئے تعلیم یافتہ حضرات بھی اس کی قدر اور تعریف کرتے ہیں۔ یہ محض اللہ کا فضل ہے کیوں نہ ہو آخر مولوی محمد فضل اللہ صاحب سابق میر مجلس عدالت العالیہ کے پوتے ہیں۔ بہرحال یہ عام مقبولیت مولوی صاحب ممدوح کا ہی حصہ ہے ورنہ کسی تصنیف یا مضمون کے نسبت ہر طبقہ اور مختلف الخیال حضرات کا متفق الرائے اور مداح ہونا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے میرے خیال میں یہ مولوی صاحب ممدوح کے صداقت اور سچی ملکی و قومی ہمدردی کا ثبوت ہے جس کی بدولت یہ مقبولیت حاصل ہے۔ خداوند عالم دارین میں ان کو جزائے خیر عطا فرمادے فقط

یکم امرداد ۱۳۴۲ف

سید نور الحسین
سشن جج ورنگل

ہنمکنڈہ — شنبہ۔ ۹/۶/۴۰ف

مکرم بندہ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

میں دورہ پر تھا واپسی کے بعد آپ کی مرسلہ تصنیف جدید ملی کل ایک دن میں الف سے ی تک دیکھ ڈالا۔ بہرحال آپ نے اپنے حق کو ادا کردیا۔

آپ کا یہ مشغلہ خدا کی رحمت ہے۔ وظیفہ کے بعد بیکاری صحت کے خراب کرنے کے علاوہ خیالات کو منتشر کرنے والی چیز ہے۔ آپ نے اپنے اوقات کی خوب حفاظت کی ہے اور آپ کی صحت بفضلہ اس عمر میں جو باقی ہے اسی مشغلہ نیک کے وجہ سے ہے۔

جس شخص کی سوانح آپ نے لکھی ہے اس کے نیک ہونے کی بین دلیل ہے کہ بعد موت اس کے خوبیاں گنائے جانے کے قابل ہیں آپ نے مرحوم کے نیکیوں کو ضبط تحریر میں لا کر زمانہ کیلئے دیرپا کر دیا۔ سعدی علیہ الرحمہ کا یہ شعر میرے تحریر آخر کا ثبوت ہے۔

دولت جاوید یافت ہر کہ نکونام زلیست
کہ ازعقبش ذکر خیر زندہ کند نام را

جو ہستیاں اب باقی نہیں رہیں جن کے دیکھنے کو واقعی نظر ترستی ہے تو اب بھی آپ کی سی ہستیاں بہت غنیمت ہے جو پرانے ہستیوں کی یادگار رہیں جنھوں نے جدید ہوا کا کوئی اثر خود پر ہونے دیا۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اچھا رکھے بھائی صاحب اپنے فرزند اور بچوں کو سلام کہئے۔ اگر اتفاقاً ہمارے مکرم مولوی فتح اللہ صاحب و مولوی احمد حسین صاحب سے ملاقات ہو تو میرا اسلام عرض کیجیے

عاصی
غازی الدین احمد

۲۱ہر اسفندار ۱۳۳۹ف

مکرمی مولوی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ آپ کا رسالہ مجالس میلاد النبی بابتہ ۱۳۴۷ہ وصول ہوا۔ بہت بہت شکریہ قبول فرمائیے گا۔

آپ ماشاء اللہ جس خموشی اور خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے پر خلوص رسالوں سے قوم میں بیداری اور اصلاح کا احساس پیدا کر رہے ہیں۔

قابل تحسین ہے اور بہت سوں کے واسطے قابل تقلید۔

اللہ تعالیٰ آپ کی سعی مشکور فرمائے اور آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔ قوم و ملت کی ہمدردی بھی بڑی عبادت ہے

واللہ لا یضیع اجر المحسنین

والسلام

محمد الیاس برنی

۱۶ہر مہر ۱۳۲۶ف

مکرمی معظمی زاد عنایتکم

سلام و نیاز عرض ہے۔ معین الاخلاق کے تین جلد وصول ہوئے۔ جس کا شکریہ عرض ہے۔

اس میں شک نہیں کہ یہ کتاب نہایت جامع ہے اور

بچوں کو دنیوی اخلاق سے واقف کرانے اور دینی معلومات حاصل ہونے بہترین کتاب ہے۔ میں اپنے بچوں کو اس کا درس شروع کرا دیا ہے۔

آپ کے اکثر کتب میں نے بغور دیکھا ہے۔ اور بحمد اللہ ہر ایک کا مذاق علحدہ ہے۔ اور ہر کتاب اعلیٰ اصول پر مبنی ہے

امید ہے کہ آپ بحمد اللہ خیریت سے ہونگے فقط زیادہ کرم باد

رسول یار جنگ

---

۱۵ / شہریور ۱۳۳۲ف

جناب محترم دام کرمہ

سلام مسنون۔

آپ کا مرسلہ "مصلح الخیال" کا نسخہ کل مجھے دفتر میں ملا یاد فرمائی کا شکریہ۔ دل تو چاہتا تھا کہ اسی وقت اس کو پڑھ ڈالوں مگر فرصت نہیں تھی اور آج صبح میں نے اس کو پڑھا واقعی یہ رسالہ نوجوانوں کا رہبر ہے' سچ یہ ہے کہ آپ کا وجود مغتنمات سے ہے' خدا آپ کی عمر میں برکت دے

امید ہے کہ مزاج مبارک بخیریت ہوگا۔

خادم

علی الدین احمد

اردو زبان کی ایک قابل قدر چھوٹی سی کتاب موسومۂ "عہدہ داروں کا عمل"۔ جو سلطنت آصفیہ کے بہترین اور قابل تعریف عہدہ داروں کی کارگزاری اور اخلاقی پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے جناب مولوی محمد شمس الدین صاحب صدیقی وظیفہ یاب مصنف نے مرتب فرمایا ہے۔ جو نہایت آب و تاب سے نمودار ہوئی ہے۔ اس کی ایک جلد از راہ مہربانی عنایت فرمائی گئی ہے۔ جس کو میں نے بہ نظر غائر از ابتدا تا انتہا دیکھا۔ جملہ محققانہ مضامین ضروریات زمانہ کے موافق ملک کے ناصح اور قوم کے مصلح و ذی عزت عہدہ داروں کی سیرت و کارگزاری کا مجموعہ قدیم معلومات کا خزینہ دلچسپ اور ہر دل عزیز اور قابل دید نہایت مفید و مختصر رسالہ پایا۔ اپنی شہرت و مقبولیت کے باعث امید ہے کہ بہت جلد اس ملک ابد پائدار میں ایک نئی روح پیدا کردے گا مشہور و معروف نقادوں نے اس کی نسبت قدر افزا خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ بدیں وجہ امید واثق کی جاتی ہے کہ لایق و قابل منصف کی جانفشانی و محنت و اہمیت کے لحاظ سے یہ رسالہ مفید و فائدہ رساں ہوگا۔ مصنف کی خاموش خدمات۔ اسلامی ثابت قدمی جانثاری و ایثار۔ ملک و ملت کے لئے مساعی ایسی عیاں ہے کہ زیادہ محتاج بیان نہیں ہے فقط

برزوجی

مہتمم کروڑگیری محصولخانہ سکندرآباد

خوش روِیگی

انسان کے لیئے دنیا میں نیک رویگی اور خوش چلینی سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے خوش رویگی درحقیقت ایک بیش قیمت جوہر ہے۔ نیک رویہ شخص بالعموم لوگوں کے دلوں میں عزیز رہتا ہے۔ بدچلین آدمی خواہ کیسا ہی مالدار اور ذی علم کیوں نہ ہو مگر لوگوں کے دلوں میں کبھی وہ موقر نہیں ہو سکتا خوش رویگی نہ صرف دنیا ہی میں محبوب ہے بلکہ آخرت میں خدا کے ہاں بھی مقبول ہے دنیا میں ماں باپ سے بڑھ کر اولاد پر کوئی شفیق نہیں رہتا ہے مگر بدچلین اولاد سے ماں باپ تنگ اور ناراض رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسی طرح دنیا کو وہ خالی کردے۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاحبزادے باوجودیکہ پیغمبرزادے تھے مگر ان کے اعمال اچھے نہ تھے اس لئے وہ پیغمبری سے محروم کئے گئے۔ اسی موقع پر مولانا سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

پسرِ نوح با بدان بنشست خاندانِ نبوتش گم شد

طوفان کے وقت جب حضرت نوح نے اپنے پروردگار
کو پکارا اور اس کے جناب میں عرض کیا کہ اے میرے
پروردگار میرا بیٹا بھی میرے اہل و عیال میں داخل ہے
اور تو نے میرے اہل و عیال کو نجات دینے کا وعدہ فرمایا
تھا پس میرے بیٹے کو بھی نجات دے خدائے تعالیٰ نے
جواب دیا اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ
یعنے وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے کیونکہ اوس کے
گن اچھے نہیں۔ یہ سنتے ہی حضرت نوح نے اپنے قصور کی
معافی مانگ لی۔ غرض خدا کے ہاں شرافت نسبی اور
عالی خاندانی کچھ کام نہ دے گی بلکہ اس کے پاس اعمال ہی
کی تنقیح ہوگی اور نیک اعمال ہی سے انسان فلاح پائے گا
اور اسی میں اس کی رستگاری ہوگی۔ خدا فرماتا ہے۔
اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ یعنے تم میں بڑا شریف
اللہ کے نزدیک وہی ہے جو تم میں بڑا پرہیزگار ہے
دوسرے موقع پر ارشاد ہوتا ہے تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ
نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ٭ ترجمہ یہ وہ جنت
ہے کہ ہمارے بندوں میں سے جو پرہیزگار ہوگا۔ اسی کو ہم
اس کا وارث بناویں گے۔ اگر خدا کی رضامندی چاہتے ہو تو
نیک اعمال اختیار کرو اور شرک سے بچو۔ شرک بلائے

بے درماں ہے۔ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا ۝
جس کو اپنے مالک سے ملنے کی امید ہو اُس کو چاہیئے کہ اچھا کام کرے اور اپنے مالک کی عبادت میں کسی کو شریک کرے
شیطان درا صل فرشتگان مقرب کا اُستاد تھا لیکن جب اُس نے اپنے مالک کے حکم کے خلاف ورزی کی تو خلاف ورزی یا حکم سرکار کے جرم میں جنت سے نکال دیا گیا اور ملعون و مردود ہو گیا۔

یزید یُوں تو عالی خاندان اور نامور سلاطین سے تھا لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ گستاخانہ برتاؤ کرنے کی وجہ سے ساری دنیا کی نظروں سے گر گیا۔
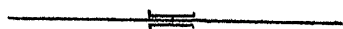
عمر کے دن غنیمت سمجھو

انسان کی زندگی ساٹھ ستر برس ہی تک معمولًا ہوا کرتی ہے اُس کے بعد تو دُنیا سے اُس کو چل دینا پڑتا ہے اور یہ ساٹھ ستر برس کا قیام بھی یقینی نہیں ہے بلکہ ہر دم موت کا خطرہ لگا رہتا ہے یہ ظاہر ہے کہ انگریزی تعلیم محض دنیوی منافع کے خیال سے ہوتی ہے دین سے اُس کو کچھ بھی تعلق نہیں ہے عربی علم تو ہمارا مذہبی علم ہے اور دین داری کا سارا مدار اُسی پر ہے جب تک عربی علم پر عبور نہ ہو قرآن و حدیث کے مضامین و فصاحت کے دریافت پر کوئی قادر نہیں ہو سکتا ہے جب یہ حالت ہے تو گویا احکام الٰہی سے بے خبری ہے عقول انسانی پر افسوس ہے کہ ساٹھ ستر برس کی زندگی ارام سے بسر کرنے کی اُمید پر تو دس دس پندرہ پندرہ برس محنت کر کے انگریزی علم پڑھتے اور ڈگریاں حاصل کر کے فخر کرتے ہیں لیکن جہاں ہم کو دوامًا رہنا ہے اور جس کی بدولت احکام الٰہی سے واقفیت ہوتی ہے اس کے لئے کچھ بھی فکر نہیں ہے عارضی

سکونت کے لئے تو بڑے بڑے محل سرا اور انگریزی کوٹھیاں
تیار کی جاتی ہیں مگر جہاں ہماری مستقل سکونت ہے وہاں
خس پوش یا سفال پوش مکان بنانے کی بھی فکر نہیں ہے جس
حاکم کی حکومت دائمی اور لازوال ہے اور جس کے حکم کا نہ اپیل
ہے نہ نگرانی نہ تجویز ثانی اور جو جرم وہ قرار دیتا ہے وہ نہ قابل
ضمانت ہے نہ لائق راضی نامہ۔ پس ایسے حاکم سے ہمیشہ
ڈرتے رہو اُس کے وارنٹ کی تعمیل فوری ہو جاتی ہے
اُس کی مزاحمت کرنے کا دل میں خطرہ تک کوئی نہیں لاسکتا۔
اُس کا انصاف حقیقی انصاف ہے ذرہ برابر نا انصافی کا شبہہ
نہیں ہے لیکن اگر خوف ہے تو اپنے ہی اعمال اور اپنے ہی
جرائم کا تاہم وہ رحم دل اور غریب پرور بھی ایسا ہے کہ ذری
سی عاجزی و معذرت پر عمر بھر کے قصور معاف فرما دیتا ہے
اگر وہ انصاف کرنے بیٹھے تو ہمارے اعمال کے لحاظ سے
ہم حبس دوام بہ عبور دریائے شور یا پھانسی کے سزاوار ہیں۔
ہاں اگر بلا مواخذہ ملزم رہا کرنے کا حکم ہو جائے تو بیڑا پار ہے
اس لئے ہم پر لازم ہے کہ اپنے قصورات پر نادم اور اسی کے
فضل کے خواہاں و جویاں رہیں۔

ہو العلی

اس زمانہ میں جو دُلہا چاہیے — کم سے کم بی اے تو ہونا چاہیے

ہے یہی اس کا حسب اس کا نسب — ل ل بی ڈگری تو پھر کیا چاہیے

کوٹ ہو پتلون ہو اس کا لباس — ہیٹ زیبا بوٹ اعلیٰ چاہیے

بھول کر جائے نہ مسجد میں کبھی — سینما میں روز آنا چاہیے

سینما میں ساتھ بی بی بھی رہے — خود تماشا ہیں تماشا چاہیے

کم کرے وہ مادری اپنی زبان — نیچری بولی بڑھانا چاہیے

روز داڑھی صاف ہوتی ہے مگر — مونچھ کو بھی اب منڈانا چاہیے

نام و ختنہ ظاہر و باطن رہے — بس یہی اسلام اس کا چاہیے

ہاں مگر بعد وظیفہ شرط ہے — ذکر خالق فکر عقبیٰ چاہیے

شمس و اکبر کے ہیں مضموں دلکشا خوب
ہم کو اخبار صحیفہ چاہیے

میر نادر علی رعد

حکیم واڑی جنگشن۔